خطبہ عربی
میں ضروری ہے
تصنیفِ لطیف
حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی
Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

امّا بعد! نئی پود(نئی نسل) کا تقاضا ہے کہ خُطبہ جمعہ ہر زبان میں ہو، عربی ہو یا اردو، فارسی ہو یا انگریزی یہاں تک کہ پنجابی ہو یا سندھی یا پشتو یا سرائیکی وغیرہ وغیرہ۔ اِس کی تفصیل تو آئے گی پہلے ناظرین سمجھ لیں کہ یہ بھی ایک قیامت کی نشانی ہے کیونکہ قُربِ قیامت کی علامت حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدیوں پہلے بتائی کہ عِلمِ اسلام اُٹھ جائے گا، جہالت کا غلبہ ہو جائے گا۔ ہمارا دور اُسی علامت سے گزر رہا ہے کہ آج ہر مسئلہ پر قیاس آرائی بلکہ زور آزمائی وہی کرتے ہیں جو اُردو کی چند کتابیں پڑھ کر غلط راہ پر لگ جاتے ہیں پھر خود تو گمراہ ہیں لیکن دوسروں کو بھی گمراہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے اور مزید فتنہ و آزمائش یہ کہ وہ دُنیوی اعتبار سے بھی ذی اثر(باثر) ہوتے ہیں اور وہ عُلمائے کرام جو علمِ عربی کو سیکھنے میں مشقتیں اُٹھاتے اور شب و روز اَنتھک محنت سے شب و روز اُصولِ اسلاف کے پابند ہیں اُن کی تحقیق ملائیت کی زَد(مذہبی شدت پسندی) میں ٹھکرا دیتے ہیں۔ چونکہ عُلمائے کرام عموماً عوام میں چنداں بااثر(اثر رسوخ) اور ذِی ثَروت بھی نہیں ہوتے اِسی لئے اُن کی تحقیق تو درکنار اُن کے بتائے ہوئے اسلاف کے بیانات بھی ٹھکرا دیئے جاتے ہیں۔ یہی علم کی قلت(کمی) اور جَہل کی کثرت کی نشانی ہے۔ دورِ حاضرہ میں نئے فتنوں میں سے ایک فتنہ، خطبۂ جمعہ و عیدین اُردو(یا دیگر مُرَوَّجہ زبان) میں پڑھنا چاہیئے۔ دلائل وہی عقلی ڈھکوسلہ کہ جب سامعین نہ سمجھیں گے تو پھر اُنہیں خُطبہ سنانے کا کیا فائدہ وغیرہ۔

یہ بدعت تو جدید طبقہ کے نصیب میں تھی لیکن اُسے مزید تقویّت(مضبوطی) غیر مقلدین وہابی نے پہنچائی۔ فقیر کے اَسلاف نے جو تحقیق تحریر فرمائی فقیر اُن کی نقول(ارشادات) ایک جگہ جمع کر کے رسالہ کی صورت میں عوام کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔

حضرت علّامہ حَشمت علی صاحب سنّی حنفی قادری بریلوی نے فرمایا:

عُنوانِ مذکورہ پر اب سے پہلے نہ کسی نے بحث کی نہ کوئی مضمون لکھا اور نہ سوائے عربی زبان کے دوسری زبانوں میں خُطبہ ہونے پر زور دیا، نہ کوئی تحریک کی۔ حالانکہ ہر قَرن و زمانہ میں سینکڑوں عُلماء وفُضلاء گزرے، ہزاروں عربی دان ہوئے اور اُن سے سوا جاہل بے پڑھے موجود رہے۔ دراصل مسئلہ یہی کُتُبِ اکابرِ اُمّت میں مَسطور(لکھا) رہا۔ کیونکہ زمانۂ حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خُطبہ خالص عربی زبان میں ہوتا چلا آیا ہے اور وہ لوگ اِتّباع واِحیاءِ سنّت(ترویج سنت) کو عزیز رکھتے ہیں۔ اور اُمورِ مَسنونہ مُتوارثہ کی اِشاعت و تَرویج کے درپے رہا کرتے تھے۔ حتی الوُسع کوئی کام مُعارِض و مخالفِ سنّت نہیں کرتے تھے مگر آجکل ایک مضمون اُس کے متعلق اپریل ۱۹۲۵ء کے صوفی میں نظر سے گزرا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ خُطبہ کی اصل غَرض وغایت(ہدف و منزل) وَعظ و نصیحت ہے، لہٰذا خُطبہ اُسی زبان میں ہونا چاہیئے جسے حاضرین سمجھتے ہیں تاکہ حاضرین اُس سے فائدہ اُٹھا سکیں اور اُس کی اصلی غَرض وغایت فوت نہ ہو... الخ اور اُسکی تائید میں چند آیات و اَحادیث و اَقوالِ عُلماء پیش کئے ہیں۔ مُدیرِ رسالہ نے عُلماء و ائمّہ مساجد کو اُسے پورے غور وفکر سے پڑھنے اور اُس کی طرف توجہ کرنے کی تنبیہ کی ہے۔ لہٰذا ہم نے اُسے بغور پڑھا اور اُسکے پڑھنے سے جو خیال پیدا ہوا، اُسے ظاہر کرنا پڑا۔

اولاً تو یہ اَمر مُسلَّم(یہ بات ثابت شدہ اور یقینی) ہے کہ جس طرح سیّدنا اِمام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک قراۃ دوسری زبان میں جائز ہے اِسی طرح خُطبہ، تَشہُّد، تکبیر، اذان وغیرہ اذکار نماز بھی ہر زبان میں جائز ہیں۔ خواہ پڑھنے والا عربی میں اُنہیں پڑھنے پر قادر ہو یا نہ ہو۔ اِمام ابویوسف واِمام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک

قدرت علی العربیۃ جائز نہیں۔ اِمام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک شرطِ صحت نہیں اور صاحبین کے نزدیک شرطِ صحت ہے۔ بے عذر دوسری زبان میں صحیح نہیں۔ بناء بریں خواجہ صاحب نے زبانِ قوم میں خُطبہ ہونے کی تو تحریک کی اور ہر زبان میں خُطبہ بلا کراہت جائز بتایا اور تائیداً اِمام صاحب کا قول نقل کر کے فرمایا، حنفی عالموں کو تو اِس کے سوا اور کوئی چارہ کار ہی نہیں کہ عربی زبان کے سوا دوسری زبان میں خُطبہ دینے کا فتویٰ نافذ کریں۔ اِسلئے کہ جب اِمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز جو اصل واَساسِ (بنیاد) دین ہے وہ عربی کے سوا دوسری زبانوں میں پڑھنے سے ہو جاتی ہے تو خُطبہ جمعہ بدرجہ اولیٰ غیر عربی زبان میں جائز بلا کراہت ہونا چاہئے۔

فَإِنِ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ بِالْفَارِسِيَّةِ أَوْ قَرَأَ فِيهَا بِالْفَارِسِيَّةِ أَوْ ذَبَحَ وَسَمَّى بِالْفَارِسِيَّةِ وَهُوَ يُحْسِنُ الْعَرَبِيَّةَ أَجْزَأَهُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى.[1]

مگر خُطبہ زبانِ قوم میں ہونے کے مفاسد (نقصانات) کی طرف خیال نہ فرمایا اور یہ نہ دیکھا کہ اِمام صاحب نے اصل میں مسئلہ قولِ صاحبین کی طرف رُجوع اور عدمِ جواز پر اُن سے اِتّفاق فرمایا ہے۔ اور محققینِ فقہاءِ کرام نے اُسے صحیح و مُعتَمد و مختار و مُفتٰی بہ بتایا ہے۔ اور قولِ اِمام صاحب میں بھی مُطلق جواز (کلی جواز) نہیں کر لینا ممنوع (منع) ہے۔ ہدایہ میں عبارتِ منقولہ خواجہ آیا ہے، بلکہ جواز مَع الکراہت واِساءت (کراہت و برائی کیساتھ) ہے۔ اور ہمیشہ عربی پڑھنا اور اُس کی عادت صاحب کے بعد ہی ہے:

إِلَّا أَنَّهُ يَصِيرُ مُسِيئًا لِمُخَالَفَتِهِ السُّنَّةَ الْمُتَوَارَثَةَ، وَقَالَا لَا يُجْزِئُهُ إِلَّا فِي الذَّبِيحَةِ، وَإِنْ لَمْ يُحْسِنِ الْعَرَبِيَّةَ أَجْزَأَهُ.[2]

وَيُرْوَى رُجُوعُهُ فِي أَصْلِ الْمَسْأَلَةِ إِلَى قَوْلِهِمَا وَعَلَيْهِ الِاعْتِمَادُ، وَالْخُطْبَةُ وَالتَّشَهُّدُ عَلَى هَذَا الِاخْتِلَافِ.[3]

مجمع الأنهر میں ہے: أَوْ كَبَّرَ بِالْفَارِسِيَّةِ، (صَحَّ) مُطْلَقًا سَوَاءٌ كَانَ يُحْسِنُ الْعَرَبِيَّةَ أَوْ لَا عِنْدَ الْإِمَامِ، وَعِنْدَهُمَا لَا إِلَّا أَنْ لَا يُحْسِنَ الْعَرَبِيَّةَ، وَالْأَصَحُّ رُجُوعُ الْإِمَامِ إِلَى قَوْلِهِمَا. وَكَذَا لَوْ قَرَأَ بِهَا أَيْ بِالْفَارِسِيَّةِ (عَاجِزًا عَنِ الْعَرَبِيَّةِ) التَّقْيِيدُ بِالْعَجْزِ بِنَاءً عَلَى قَوْلِهِمَا الخ. وَرُوِيَ إِنَّهُ رَجَعَ إِلَى قَوْلِهِمَا: وَهُوَ الصَّحِيحُ، وَعَلَيْهِ الِاعْتِمَادُ.[4]

اور در المنتقی شرح ملتقی میں ہے: (أَوْ كَبَّرَ بِالْفَارِسِيَّةِ صَحَّ) فِي الْكُلِّ مَعَ كَرَاهَةِ التَّحْرِيمِ عَلَى الرَّاجِحِ كَمَا حَرَّرَهُ فِي الْبَحْرِ، (وَكَذَا لَوْ قَرَأَ بِهَا) الخ، (عَاجِزًا عَنِ الْعَرَبِيَّةِ) وَهَذَا قَوْلُهُمَا وَبِهِ قَالَتِ الثَّلَاثَةُ. وَإِلَيْهِ صَحَّ رُجُوعُ الْإِمَامِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى.[5]

در مختار میں ہے: (وَصَحَّ شُرُوعُهُ) الخ (بِتَسْبِيحٍ وَتَهْلِيلٍ) الخ كَمَا صَحَّ لَوْ شَرَعَ بِغَيْرِ عَرَبِيَّةٍ أَيِّ لِسَانٍ كَانَ الخ وَعَلَى هَذَا الْخِلَافِ الْخُطْبَةُ وَجَمِيعُ أَذْكَارِ الصَّلَاةِ. الخ أَنَّ الْأَصَحَّ رُجُوعُهُ إِلَى قَوْلِهِمَا وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى.[6]

---

[1] (الهداية في شرح بداية المبتدي، كتاب الصلاة، باب: صفة الصلاة، مدخل [illegible]، دار احياء التراث العربي بيروت لبنان)

[2] (الهداية في شرح بداية المبتدي، كتاب الصلاة، باب: صفة الصلاة، مدخل [illegible]، دار احياء التراث العربي بيروت لبنان)

[3] (الهداية في شرح بداية المبتدي، كتاب الصلاة، باب: صفة الصلاة، مدخل [illegible]، دار احياء التراث العربي بيروت لبنان)

[4] (مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، كتاب الصلاة، فصل لما فرغ من بيان أركان الصلاة [illegible]، دار الكتب العلمية، الطبعة الأولي، سنة النشر [illegible] م)

[5] (مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، كتاب الصلاة، فصل لما فرغ من بيان أركان الصلاة [illegible]، دار الكتب العلمية، الطبعة الأولي، سنة النشر [illegible] م)

[6] (رد المحتار على الدر المختار، كتاب الصلاة، فصل في بيان تأليف الصلاة إلى انتهائها، فروع كبر غير عالم بتكبير إمامه [illegible]، دار الكتب العلمية، سنة النشر [illegible] م)

فتاوی عالمگیری میں ہے: وَلَوْ كَبَّرَ بِالْفَارِسِيَّةِ جَازَ هَكَذَا فِي الْمُتُونِ، سَوَاءٌ كَانَ يُحْسِنُ الْعَرَبِيَّةَ أَوْ لَا. إلَّا أَنَّهُ إذَا كَانَ يُحْسِنُهَا يُكْرَهُ، وَعَلَى قَوْلِ أَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللهُ تَعَالَى لَا يَجُوزُ إذَا كَانَ يُحْسِنُ الْعَرَبِيَّةَ. هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ. وَعَلَى هَذَا الْخِلَافِ جَمِيعُ أَذْكَارِ الصَّلَاةِ.[7]

اُسی میں ہے: وَلَا تَجُوزُ الْقِرَاءَةُ بِالْفَارِسِيَّةِ إلَّا بِعُذْرٍ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللهُ، وَبِهِ يُفْتَى هَكَذَا فِي شَرْحِ النُّقَايَةِ لِلشَّيْخِ أَبِي الْمَكَارِمِ. وَتَجُوزُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ بِالْفَارِسِيَّةِ وَبِأَيِّ لِسَانٍ كَانَ وَهُوَ الصَّحِيحُ. وَيُرْوَى رُجُوعُهُ إلَى قَوْلِهِمَا وَعَلَيْهِ الِاعْتِمَادُ هَكَذَا فِي الْهِدَايَةِ. وَفِي الْأَسْرَارِ هُوَ اخْتِيَارِي. وَفِي التَّحْقِيقِ هُوَ مُخْتَارُ عَامَّةِ الْمُحَقِّقِينَ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى كَذَا فِي شَرْحِ النُّقَايَةِ لِلشَّيْخِ أَبِي الْمَكَارِمِ. وَهُوَ الْأَصَحُّ هَكَذَا فِي مُجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ.[8]

حاشية الشرنبلالي میں ہے: (قَوْلُهُ وَبِالْفَارِسِيَّةِ) وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ أَوَّلًا؛ وَالْأَصَحُّ رُجُوعُ الْإِمَامِ إلَيْهِمَا أَيْ إلَى أَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ فِي عَدَمِ جَوَازِ الشُّرُوعِ فِي الصَّلَاةِ بِالْفَارِسِيَّةِ لِغَيْرِ الْعَاجِزِ عَنْ الْعَرَبِيَّةِ.

(قَوْلُهُ كَمَا لَوْ قَرَأَ بِهَا) هَذَا أَيْضًا مَرْجُوعٌ عَنْهُ فِي الْأَصَحِّ فَإِنَّهُ لَوْ قَرَأَ بِغَيْرِ الْعَرَبِيَّةِ لَا تَصِحُّ بِالِاتِّفَاقِ عَلَى الصَّحِيحِ كَمَا فِي الْبُرْهَانِ.[9]

مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے:

(وَ) يَصِحُّ الشُّرُوعُ أَيْضًا (بِالْفَارِسِيَّةِ) وَغَيْرِهَا مِنَ الْأَلْسُنِ إنْ عَجَزَ عَنِ الْعَرَبِيَّةِ، وَإِنْ قَدَرَ لَا يَصِحُّ شُرُوعُهُ بِالْفَارِسِيَّةِ وَنَحْوِهَا (وَلَا قِرَاءَتُهُ بِهَا فِي الْأَصَحِّ فِي قَوْلِ الإِمَامِ الأَعْظَمِ مُوَافَقَةً لَهُمَا. لِأَنَّ الْقُرْآنَ اسْمٌ لِلنَّظْمِ وَالْمَعْنَى جَمِيعًا).[10]

رد المحتار میں فتح القدیر اور اُس میں کافی حاکم سے منقول: إِنِ اعْتَادَ الْقِرَاءَةَ بِالْفَارِسِيَّةِ.[11] (یعنی: اگر وہ قراۃ فارسی کی عادت کریں۔)

اور کفایہ میں ہے: وَأَمَّا لَوِ اعْتَادَ قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ أَوْ كِتَابَةَ الْمُصْحَفِ بِالْفَارِسِيَّةِ يُمْنَعُ مِنْهُ أَشَدَّ الْمَنْعِ.[12]

حاصل اِن عبارات کا یہ ہے کہ اختام، قراۃ، خُطبہ، تشہد امام صاحب کے نزدیک پہلے غیر عربی مطلقاً جائز مع الکراہت تھی اور امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک بلا عذر غیر عربی میں جائز نہ تھی۔ پھر امام صاحب نے اصل مسئلہ میں قولِ صاحبین کی طرف رُجوع فرمایا اور اُس کے عدمِ جوَاز پر اتفاق کیا، اور وہ صحیح و مُفتی بہ و مُعتمد و مختار ٹھہرا۔ پس خواجہ صاحب کا ایسے قول کو جس سے خود امام نے رُجوع فرمالیا، عوام کے دکھانے بہکانے کو اپنے قول کی تائید میں پیش کرنا اور اُس کے مُوافق صدا بلند کرنا اور قولِ صحیح و مُفتی بہ و مُتّفق علیہ کو چھپانا شانِ علم سے کس قدر بعید (دور) اور دیانت سے کتنا گرا ہوا ہے۔

---

[7] (الهداية شرح بداية المبتدي، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولي ھ م)

[8] (الهداية شرح بداية المبتدي، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولي ھ م)

[9] (درر الحكام شرح غرر الأحكام للمنلا خسرو الحنفي، وبهامشه حاشية: «غنية ذوي الأحكام في بغية درر الأحكام» للشرنبلالي، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، دار إحياء الكتب العربية)

[10] (حاشية الطحطاوي علي مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، دار الكتب العلمية بيروت، سنة الطبعة م)

[11] (رد المحتار على الدر المختار، كتاب الصلاة، فصل في بيان تأليف الصلاة إلى انتهائها، فروع قرأ بالفارسية أو التوراة أو الإنجيل، دار الكتب العلمية، سنة النشر ھ م)

[12] (حاشية الطحطاوي علي مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، دار الكتب العلمية بيروت، سنة الطبعة م)

ثانیاً مضمون میں عجیب خلط مَبحث (مغالطہ) ہے کہ کہیں تو اُسے مذہب اِمام سے رنگا ہے اور عوام کے دکھانے اور متوجہ کرنے کو قولِ اِمام مذکورہ بالا نقل کیا ہے مگر عبارتِ منقولہ کا اَخیر (آخری) فقرہ: إِلَّا أَنَّهُ يَصِيرُ مُسِيئًا لِمُخَالَفَتِهِ السُّنَّةَ الْمُتَوَارِثَةَ. خلافِ مقصود ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے اور جائز بلا کراہت ہونا اپنی طرف سے بڑھایا تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ اِمام صاحب کے نزدیک خُطبہ ہر زبان میں بلا کراہت جائز ہے اور کہیں قولِ صاحبین کو اختیار کیا گیا ہے۔ اور عبارتِ **محیط** کو نقل کرکے فرمایا: ہم بھی اُسی کے قائل ہیں۔

محیط سرحشی ملاحظہ ہو: وَلَوْ خَطَبَ بِالْفَارِسِيَّةِ جَازَ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ عَلَى كُلِّ حَالٍ.

وَرَوَى بِشْرٌ عَنْ أَبِي يُوسُفَ: أَنَّهُ إِذَا خَطَبَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَهُوَ يُحْسِنُ العَرَبِيَّةَ لَا يُجْزِئُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ ذِكْرُ اللهِ فِي ذَلِكَ بِالْعَرَبِيَّةِ.[۱۳]

یعنی اگر پورا خُطبہ فارسی میں دیا تو اِمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بہر صورت جائز ہے۔ البتہ اِمام ابو یوسف کہتے ہیں کہ اگر خطیب عربی زبان سے واقف تھا تو پھر جائز نہیں، ہاں ایک صورت میں فارسی زبان میں دینا جائز ہوگا جب حمد و نعت وغیرہ عربی زبان میں ہو، ہم بھی اُسی کے قائل ہیں۔

یہاں خواجہ صاحب اِس اِستثناء کو اپنا مُفید (فائدہ مند) مطلب سمجھ کر لائے ہیں اور ذکر سے مراد حمد و نعت لیا، جو اصل خُطبہ ہے، اور لکھ دیا کہ ہم بھی اُسی کے قائل ہے۔ اور اُس کے اوپر بھی تحریر کیا کہ حمد و ثناء، قرآن و حدیث عربی میں پڑھنے کے بعد ضروریات اور مَصالح ملکی (ملکی فلاح) کے لحاظ سے لوگوں کو ضروری مسائل کی تعلیم اُسی زبان میں دی جائے حالانکہ وہ خواجہ صاحب کے مفید مطلب نہیں، اُس میں بلا کراہت ہر زبان میں ہوا تو خُطبہ ہو چکا کہ خُطبہ اصل میں اُنہیں چیزوں کا نام ہے حتی کہ اگر خطیب نے حمد و ثنا کرکے نمازِ جمعہ پڑھائی تو صحیح اور وعظ و نصیحت کرکے نماز پڑھائی تو صحیح نہیں کہ شرطِ صحت جمعہ نہ پائی گئی۔ حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنے عہدِ خلافت کے پہلے جمعہ کو صرف حمد باری تعالیٰ کرکے منبر سے اُتر آئے اور نمازِ جمعہ پڑھائی اور کسی صحابی نے انکار نہ کیا، اِس لئے کہ اِمام صاحب کے نزدیک صرف حمد و ثناء پر اِقتصار (اختصار) پر خُطبہ جائز ہوا۔ تفسیر **سراج المنیر** میں تحتِ آیت: فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللهِ. ہے:

قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ إِنِ اقْتَصَرَ الخَطِيبُ عَلَى مِقْدَارٍ يُسَمَّى ذِكْرَ اللهِ، كَقَوْلِهِ: (الحَمْدُ للهِ، سُبْحَانَ اللهِ) جَازَ، وَعَنْ عُثْمَانَ أَنَّهُ صَعِدَ المِنْبَرَ فَقَالَ: (الحَمْدُ للهِ) فَارْتَجَّ عَلَيْهِ فَقَالَ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانَا يَعُدَّانِ لِهَذَا المَقَامِ مَقَالًا، وَإِنَّكُمْ إِلَى إِمَامٍ فَعَّالٍ أَحْوَجُ مِنْكُمْ إِلَى إِمَامٍ قَوَّالٍ، وَسَتَأْتِيكُمُ الخُطَبُ)، ثُمَّ نَزَلَ، وَكَانَ ذَلِكَ بِحَضْرَةِ الصَّحَابَةِ، فَلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ أَحَدٌ.[۱۴]

ہدایہ میں ہے: فَإِنِ اقْتَصَرَ عَلَى ذِكْرِ اللهِ جَازَ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ. وَلَهُ قَوْلُهُ تَعَالَى: "فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللهِ" مِنْ غَيْرِ فَصْلٍ. وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: "الحَمْدُ للهِ" فَارْتَجَّ عَلَيْهِ فَنَزَلَ وَصَلَّى.[۱۵] (الفقیہ، امرتسر، ہند)

ازالہ وھم:

---

[۱۳] (المحيط البرهاني في الفقه النعماني، كتاب الصلاة، ومما يتصل بهذا الشرط من المسائل ٢/٨، دار الكتب العلمية بيروت، سنة الطبعة ٤م)

[۱۴] (السراج المنير، المبحث الأول مسلكه في عرض المسائل الفقهية، مكتبة القافة الدينية)

[۱۵] (الهداية شرح بداية المبتدي، كتاب الصلاة، قوله فاسعوا إلي ذكر الله ٨١، دار السلام ٢م)

۱...... یہ کہ حاضرینِ جمعہ میں عربی دان نہ ہوں اور بقولِ مُعترضین کے اُس وقت عربی میں خُطبہ پڑھنا عَبث (بے فائدہ) ہو تو اُس سے لازم آتا ہے کہ ابتداءِ اسلام میں جبکہ بِلادِ عجم (غیر عرب ممالک) فتح ہوئے تھے تو عجمیوں میں خُطبہ نہ پڑھا جاتا تھا جب تک کہ دو صورتوں میں سے ایک صورت نہ ہوتی: (۱) یا تو خطیب اُس ملک کی زبان سیکھ لیتا تب اُن کی زبان میں خُطبہ پڑھتا۔ (۲) یا اُن لوگوں میں ایسا شخص تلاش کر لیا جاتا جو زبانِ عربی سے واقف ہوتا کہ خطیب و حاضرین کے درمیان وہ ترجمان ہو جاتا، حالانکہ ایسا نہ کیا گیا عربی میں خطبے برابر پڑھے گئے۔

۲...... اگر حاضرین کی بولی میں خُطبہ پڑھا جائے تو بعض وقت چند بار خُطبہ پڑھنا ہو گا یعنی اگر مثلاً دو بولیوں کے لوگ موجود ہیں تو دو بار اور تین کے ہیں تو تین بار اور چار کے ہیں تو چار بار۔ اِسی طرح اگر بیس بولیوں کے لوگ ہیں تو بیس بار پڑھنا لازم ہو گا اور یہ بات بالکل خلافِ قواعدِ شرع کے ہو گی۔

خلاصہ یہ ہے کہ خُطبہ صرف عربی میں ہونا چاہئے کہ سنّتِ مُتوارثہ یہی ہے اور حاضرین کے خُطبہ کے معنی سمجھنا درکنار خود خطیب کا معنی سمجھنا بھی شرط نہیں بلکہ حاضرین کا خُطبہ سننا بھی شرط نہیں کہ اگر بھرے ہوئے یا اُونگھ میں ہوئے یا خطیب سے دور ہوئے تو خُطبہ نہیں سنیں گے۔ بس اُس مجلس میں حاضر ہونا ہی کافی ہے۔

رد المحتار میں ہے: لَا یُشْتَرَطُ لِصِحَّتِهَا كَوْنُهَا مَسْمُوعَةً لَهُم . بَلْ يَكْفِي حُضُورُهُم حَتَّى لَوْ بَعُدُوا عَنْهُ أَوْ نَامُوا أَجْزَأَت. [16]

تنویر میں ہے: ولو حماً مطلب یہ کہ اُس جگہ حاضر ہونا ادائے فرض کیلئے کافی ہے۔ ہاں اگر اُس کے معنی بھی جانتے ہیں تو نورٌ علیٰ نور ہے۔

عقلی دلیل: میں کہتا ہوں: عربی خطبے پر تو اُن کو یہ اعتراض سوجھا اور وہاں یہ اعتراض نہ سوجھا جہاں انگریزی زبان میں وُکلاء فریقین اور حُکّام باتیں کرتے ہیں انگریزی زبان میں بحثِ مُقدّمہ کی جاتی ہے، انگریزی میں فیصلہ لکھا جاتا ہے، حالانکہ اَہلِ مقدمہ انگریزی سے بالکل نابلد یعنی جاہل ہوتے ہیں۔

یہاں مُعترِض صاحب یہی فرمائیں گے کہ اَہلِ مُقدّمہ کیوں نہیں انگریزی زبان سیکھتے تاکہ یہ خرابی اُن کو پیش نہ آئے، تو ہم بھی یہی عرض کریں گے کہ حاضرین کو چاہئے کہ عربی زبان سیکھیں تاکہ خُطبہ کے معنی سمجھ کر اُس سے لُطف حاصل کریں اور اگر نہیں سیکھتے تو خطیب کو کیا ضَرر (نقصان) ہے کہ وہ اُن کی وجہ سے اپنی لیاقت علمی (علمی مہارت) کو خاک میں ملائے۔

سبحان الله ! جس کا سمجھنا ضروری نہیں بلکہ وہاں حُضور (حاضری) کافی ہو اُس کیلئے تو یہ شد و مد (زور شور) کہ خطیب حاضرین کا تابعدار ہو جائے اور جس کا سمجھنا نہایت ضروری ہے اُس کیلئے کچھ پرواہ نہیں کہ حاضرین اُس کا ایک لفظ بھی سمجھیں...... یہ تو بڑی بے انصافی ہے۔ بات یہ ہے کہ ہم نے جہاں تک دیکھا وہ دیکھا کہ اِس زمانہ میں بہت سے لوگ مذہب ہی پر حملہ کرتے ہیں۔ منکرِ اسلام کا تو ذکر ہی کیا ہے جو مسلمان کہلاتے ہیں وہ بھی اِس سے خالی نہیں۔ مثلاً شاعر اپنے طور پر، جاہل صوفی اپنے طور پر، گلابی مولوی اپنے طور پر، بعض بے علم بھی اپنے طور پر۔ پھر اِس میں وہ اپنی لیاقت (مہارت) جانتے ہیں حالانکہ بعض اُن میں سے جہلِ مرکب [17] میں مبتلا ہیں اور بعض ہٹ دھرمی کے آزار (پریشانی) میں گرفتار۔ (والعیاذ بالله تعالی)

---

[16] (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلاة، باب باب الجمعة ۳/۳۲، دار الكتب العلمية، سنة النشر ۱۴۱۵ھ)

[17] (مجموعہ جاہلانہ: جب انسان کو کسی موضوع کے بارے میں نہ صرف یہ کہ علم نہ ہو، بلکہ اُسے اپنے علم کی کمی کا بھی شعور نہ ہو۔)

آزاد خیالی یا ٹیڈی اجتھاد: ہمارے دور میں یہ بے احتیاطی یعنی آزاد خیالی یا ٹیڈی اِجتہاد عُروج پر ہے۔ اکثر ریٹائرڈ فوجی افسر (Retired Military Officer) اور وُکلاء اور ڈاکٹر اور پروفیسر صاحبان نِت نئے اجتہاد کر کے عوام کو گمراہ کرنے میں کوئی دَقیقہ (موقع) نہیں چھوڑتے۔ دراصل یہ فسادانُہیں نیچری مذہب (Materialism) سے ملاہے۔ چنانچہ اُس مذہب کا ایک رُکن مولوی ابوالکلام آزاد کے متعلق ذیل مع القاب مضمون ملاحظہ ہو:

مسئلہ: خطبات جمعہ وعیدین (مولاناابوالکلام آزاد کے قلم سے)

جمعہ کا اجتماع اور حکمِ خُطبہ مسلمانوں کے فلّاح دارین کا وسیلہ عُظمٰی تھا۔ اُس سے مقصود یہ تھا کہ ہفتہ میں ایک بار لوگوں کو اُنکی حالت اور ضرورت کے مطابق ہدایت وارشاد کی دعوت دی جائے اور أَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ. کا ایک دائمی ذریعہ بنے۔

خُطبہ دراصل ایک وَعظ تھا جیسا کہ وَعظ ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد خُلفائے راشدین اور صحابہ کا بھی یہی حال رہا اور تمام عربی حکومتیں جو اُس کے بعد قائم ہوئیں اُن میں بھی خُلفاءوسَلاطین کو مساجد کے منبروں پر وعظ کرتے ہوئے تاریخ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ حقیقتِ خُطبہ کیلئے کُتُبِ صِحاح (صحاح ستہ) کے اَبواب کے متعلق جمعہ و خُطبہ کی اَحادیث دیکھنی چاہئیں۔ لیکن ہماری اصلی مصیبت ہمارے حالات میں نہیں ہے کہ وہ نتائج ہیں۔ اُس کا اصلی مَنبع (ماخذ) ہمارے اَعمال کے تحریف و نَسخ میں ہے کہ وہی عِلَل واَسباب ہیں۔ شخصی حکومتوں کے قیام، عجمی سَلاطین کی کثرت، سلطنتِ خُلفائے راشدین کے ضِیاع (زوال) اور جَہل و غفلت کے اِستیِلاء (قبضہ) نے ہر اسلامی عمل کو ایک لباسِ ظاہر دے کر اُس کی روحِ حقیقت سلب کرلی (چھین لی) ہے۔ خُطبۂ جمعہ اور عیدَین و نکاح کا بھی یہی حال ہے۔

اب خطبے کے معنی یہ رہ گئے ہیں کہ عربی زبان میں ایک چھپی ہوئی کتاب جو بازار سے خرید لی جائے اور الف لیلہ کی طرح اُس میں سے ایک خُطبہ غلط سا پڑھ کر سنادیا جائے۔ آواز بشّدتِ کریہہ (ناپسندیدہ آواز) ہو اور لب ولہجہ میں عربیّت پیدا کرنے کیلئے ہر جگہ تَفحیم و ثَقالت (پیچیدگی) سے کام لیا جائے۔ بعض لوگ قرآن شریف کی حاصل کردہ قرات کو اُس میں بھی صرف کرتے ہیں اور پھر جو شخص ہر لفظ کے آخری حروف کو پوری سانس میں کھینچ کر پڑھ دے وہ سب سے بڑا قاری ہے۔

بسااوقات غریب پڑھنے والا بھی نہیں جانتا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں الف لیلہ کی ایک رات کا اَفسانہ ہے۔ اقلیوبی کی کوئی حکایت ہے یا ارشاد ہدایتِ اُمّت کا وہ عظیم و جلیل عملِ اقدس، جو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے منبر پر کھڑے ہو کر مجھ کو انجام دینا پڑتا ہے۔

پھر سننے والوں کی مصیبت کا کیا پوچھنا، کوئی اُونگھتا ہے، کوئی اپنے ساتھیوں سے صبح کے بازار کا بھاؤ پوچھتا ہے۔

یہ تَمَسخُر اَنگیز تذلیل و تحقیر (مذاق اُڑانے یا ہنسی مذاق کی وجہ بننے والا) ہے اُس مذہب کے اَعمالِ دینیہ کی جس کے داعیٔ اوّل نے خُطبات و مَواعظ سے ایک بادیہ نشین (صحرائی باشندہ) قوم کو روم وایران کے تمدُّن (یعنی ثقافت) کا مالک بنادیا تھا۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ (العنکبوت:۴۰)

یقین کرو کہ جب حضرت مسیح نے بنی اسرائیل کی ذِلّت و ہلاکت پر ماتم کیا تو شریعت موسوی کے اَحکام واَعمال کا بعینہٖ یہی حال تھا جو آج تم نے خدا کی شریعت کا بنا رکھا ہے۔ مسیح اگر اُن فروسیوں اور صَدُوقیوں[۱۸] پر روتا تھا جو کو بڑی بڑی آستینوں کے جبے پہنتے، ہر وقت دعائیں اور بڑی بڑی مُہیب (ڈرانے والی) تسبیحیں اپنے

---

[۱۸] (فریسی اور صدوقی دونوں ہی مذہبی فرقے تھے جو مسیح کے زمانے میں یہودی مذہب میں پائے جاتے تھے۔)

ہاتھوں میں رکھتے تھے، پر شریعت کے حکموں کو اُنہوں نے مَسخ(مٹادیا) اور اَعمالِ صالحہ کو بے اثر کر دیا تھا۔ تو ہمیں بھی اپنے عالموں اور صوفیوں پر ماتم کرنا چاہئے جو اُن کی طرح سب کچھ کرتے ہیں پھر اُنکی طرح حقیقت سے بھی خالی ہیں۔ میں سِرے سے اِس اَمر(کام) کا دشمن ہوں کہ خطبے لکھے ہوئے پڑھے جائیں۔ یہ ایک بِدعت ہے جس کا نہ تو قُرونِ شُہود لہابالخیر[19] میں ثبوت ملتا ہے اور نہ علّتِ حکم اُس کا مُؤیّد (تائید کرنے والا)۔ خُطبہ ایک وَعظ ہے پس مسجدوں میں ایسے خطیب ہونے چاہئیں جن کو یہ قابلیت حاصل ہو کہ جمعہ کے خطبے کیلئے تیار ہو کر آئیں اور زبانی مثلِ عام مَواعظ کے وَعظ کہیں۔ ضرور(لازم) ہے کہ قوم کی موجودہ حالت اُن کے پیش نظر ہو، جو بیماریاں آج ہمیں لاحق ہیں اُنہی کا علاج بتائیں نہ کہ اُن کا جو آج سے پانچ سو برس پیشتر تھیں۔

خُطباتِ عربیہ آج کل رائج ہیں میں نے سب کو پڑھا ہے وہ تو اُس وقت کیلئے بھی موزوں(مناسب) نہ تھے جس وقت کیلئے لکھے گئے تھے پھر آج کل کی حالت کا کیا ذکر۔

خُطبہ کا یہ مطلب کسی نے بتلایا ہے کہ صرف جمعہ و عیدَین کے چند مسائل بیان کر دیئے جائیں اور کہہ دیا جائے کہ ایک دن مرنا ہے بس ڈرو اور موت کو یاد کرو۔ بیشک موت کو یاد کرنے سے بڑھ کر انسان کیلئے دنیا میں کوئی نصیحت نہیں ہو سکتی۔ کَفَاكَ بِالْمَوْتِ وَاعِظًا يَا عُمَرُ.[20] لیکن صرف یہ کہہ دینا لوگوں کو ڈرانے کیلئے کافی نہیں ہے۔ موت کی یاد کے ساتھ اُن کو اُس زندگی کا طریقہ بھی بتلانا چاہئے جو تذکرۂ آخرت کے ساتھ مل کر انسانوں کو دونوں جہاں میں نجات دلا سکتی ہے۔

بڑا مسئلہ زبان کا ہے اور ضرور ہے کہ مختصر سے خُطبہ ماثورہ عربیہ(یعنی جو حدیث یا کسی معتبر روایت سے ماخوذ ہو) کے بعد وَعظ اُسی زبان میں ہو جو سامِعین کی زبان ہے، ورنہ سمجھ نہیں آتا کہ حاصل کیا۔

شریعت نے کیسی عمدہ مَصلِحت(حکمت) اُس میں رکھی ہے کہ جمعہ کے خُطبہ کو نمازِ فرض کا قائم مقام قرار دیا ہے اور سماعت کو فرض بتلایا۔ اِمام ابو حنیفہ کے نزدیک دونوں خُطبوں کا سَماع(سننا) واجب ہے اور اِمام شافعی کے نزدیک صرف پہلے کا۔ اُس وقت نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اُس سے مقصود یہی تھا کہ لوگ عملِ عبادت کی طرح نَصائح(وعظ) وہدایت کو بھی سنیں۔ پھر اُن نصائح کو اہم ہونا چاہئے کہ مصروفیتِ نماز سے بھی اقدم وانفع(فائدہ مند) ہوں۔ کیا یہ خُطبات جو آج تک دبے نہیں بلکہ اٹک اٹک کر پڑھے جاتے ہیں اور لوگ بیٹھتے ہوئے اُونگھتے ہیں، یہی وہ مَواعظ ہیں جن کی سماعت فرض اور اُن کی موجودگی میں نماز تک مَمنوع ہے۔ فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ؟ ("تم کہاں جارہے ہو؟")

عقل و شریعت کیلئے ماتم ہے کہ موجودہ عُلماء اُس طریق سے غافل اور اُس پر پوری طرح قانِع(اکتفا کرنے والے) نہیں۔

فَمَا لِهَٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا[21]

بڑی مصیبت یہ ہے کہ مساجد کی اِمامت عموماً جُہلاء(جاہلوں) کے ہاتھوں میں ہے اور یہ کام ایک ذریعہ مَعاش(کمائی کا ذریعہ) بن گیا ہے۔ وہ بے چارے کہاں سے ایسی قابلیت لائیں کہ بَرجَستہ(فوراً) خُطبہ دیں اور اُس کے تمام شرائط کو پورا کریں۔ خُطبہ کے معنی تو یہ ہے کہ نہ صرف عام حالت کی اُس میں رعایت کی جائے بلکہ گزشتہ جمعہ کے بعد جو نئے حالات و حوادِث دنیا میں گزرے ہیں اور اُن کی بناء پر مسلمانوں کو جو کچھ تعلیم کرنا ضروری ہے اُس کی بھی رعایت اُس میں ملحوظ رہے۔

---

[19] (شہود لہابالخیر کا مطلب ہے وہ زمانے جن کے بارے میں خیر و بھلائی کی گواہی دی گئی ہے۔)

[20] ("**ترجمہ**: اے عمر! تمہارے لیے موت ہی نصیحت کے لیے کافی ہے۔")

[21] (**ترجمہ**: تو ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ یہ تقریباً بات سمجھتے ہی نہیں ہیں۔)

(گلدستہ مضامین، لاہور ص ۲۲)

انتباہ: ناظرین غور فرمائیں! کہ ابوالکلام آزاد نے کتنا لمبا چوڑا بیان دیا ہے اور کیسے عقل کے گھوڑے دوڑائے ہیں لیکن شرعی دلیل ایک بھی نہیں، سچ ہے اُونچی دوکان پھیکا پکوان، عام آدمی ابوالکلام آزاد کی عبارت پڑھ کر گمراہ نہ ہو گا تو کیا ہو گا؟ فقیر نے سابقہ (گزشتہ) اوراق میں اپنے اَسلاف کی عربی عبارات کے ساتھ شرعی ،اُصولی دلائل بھی لکھے ہیں لیکن ابوالکلام آزاد نے عقلی ڈھکوسلوں کے ذریعے ایک بدعتِ سیئہ کی بنیاد رکھی ہے، جس کا گناہ آج عربی کے برعکس اُردو وغیرہ میں خُطبہ پڑھنے والے تمام بدعتیوں کا گناہ ابوالکلام آزاد کے کھاتے میں جارہا ہے۔

اِمام احمد رضا مُحدّث بریلوی قُدّس سِرّہ العزیز

چلتے چلتے اِمام احمد رضا فاضلِ بریلوی رحمہ اللہ میر کا فتویٰ بھی لکھ دوں۔ آپ سے سوال ہوا، کیا فرماتے ہیں عُلمائے دین اِس مسئلہ میں کہ جمعہ کے خُطبۂ اُولیٰ کے بجائے وَعظ و پند (نصیحت) عوام کو اَحکامِ شرعیہ میں بتانے اور سمجھانے کے جائز ہے یا نہیں یا قطعی حرام ہے، اردو کلام کرنا اندر خُطبوں کے یا خُطبوں کا ترجمہ یا آیات واَحادیث جو خُطبوں میں ہیں اُن کا ترجمہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: خُطبہ خود پند و نصیحت ہے مگر اُس میں غیر عربی کا خلط (ملانا) مکروہ خلافِ سنّتِ متُوارثہ ہے۔ اگر نفسِ فرض خُطبہ خالص دوسری زبان میں بھی ہو وہ ادا ہو جائے گا۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عجم کے ہزاروں شہر فتح کئے اور اُس میں منبر نَصب کئے اور خطبے پڑھے اور اُن کی زبانیں جانتے تھے اُن سے گفتگو کرتے تھے مگر کبھی منقول نہیں کہ عربی کے سوا کسی اور زبان میں خُطبہ فرمایا یا غیر زبان کو ملایا: فَهُوَ كَفٌّ وَالْكَفُّ مُتَّبَعٌ۔ اُنہوں نے غیر عربی سے زبان نہ کھولی اور اُن کی یہ ادا قابلِ اِتّباع (قابلِ پیروی) ہے۔

قَالَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ.

ترجمہ: جس نے ہمارے اِس اَمر (دین) میں ایسی بدعت نکالی جو دین میں سے نہیں تو وہ مردود ہے۔

در مختار میں ہے کہ صَحَّ لَوْ شَرَعَ بِغَيْرِ عَرَبِيَّةٍ وَشُرِطَ عَجْزُهُ، وَعَلَى هَذَا الخِلَافِ الخُطْبَةُ.

ترجمہ: اور جس نے نماز غیر عربی میں شروع کی ائمہ نے عجز کی شرط لگائی ہے اور اِس خلاف پر خُطبہ ہے۔

رد المحتار میں غرر الافکار شرح درر البحار سے ہے: كُرِهَ الدُّعَاءُ بِالْعَجَمِيَّةِ لِأَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نَهَى عَنْ إِطَاعَةِ الأَعَاجِمِ.

ترجمہ: کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اَعاجم (عجمیوں) کی اِتّباع (پیروی) سے منع فرمایا ہے۔

اِس میں ولوالجیہ سے ہے کہ التَّكْبِيرُ عِبَادَةٌ، اللهُ تَعَالَى لَا يُحِبُّ غَيْرَ العَرَبِيَّةِ.

ترجمہ: تکبیر اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور اللہ تعالی غیر عربی کو پسند نہیں فرماتا۔

اگر اَثنائے (دوران) خُطبہ میں مثلاً کسی ہندی کو کوئی فعلِ ناجائز کرتے دیکھا جیسے خُطبہ ہونے کی حالت میں چلنا یا پنکھا جھلنا اور وہ عربی نہیں سمجھتا تو اُردو میں منع کرے کہ یہ حاجت یونہی رَفع (پوری) ہو گی۔[۲۲] (فتاویٰ رضویہ، ج۳ ص ۷۵۸)

---

[۲۲] (فتاویٰ رضویہ، کتاب الصلاۃ، ۸/ ۴۶۶ تا ۴۶۹، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

خلاصہ یہ کہ غیر عربی[۲۳] میں خُطبہ عربی پڑھنا چاہئے۔ غیر عربی میں خُطبہ پڑھنا مکروہِ تحریمی اور بدعت ِسیئہ ہے۔ کیونکہ نبی پاک شہِ لولاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے تمام خُطبات عربی میں ہوئے اور آپ کے وارثین صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے باوجودیکہ مختلف ملکوں میں خُطبے پڑھے تو عربی میں اگرچہ وہ غیر عربی زبانیں جانتے اور بولتے تھے لیکن خُطبات عربی میں پڑھتے تھے، عربی میں خطبات پڑھنا سنّتِ متوارثہ ہے اور اسلام کا قاعدہ ہے کہ جو فعل و عمل سنّت متوارثہ ہو اُس کے خلاف کرنا بدعتِ سیئہ کہلاتا ہے۔ اب جو لوگ غیر عربی میں خُطبہ پڑھتے ہیں یا اُسے جائز کہتے ہیں وہ بدعتی ہیں۔ اُنہیں اِس بدعتِ سیئہ کا ارتکاب نہیں کرنا چاہئے۔ اگر توبہ نہ کی تو گنہگار ہوں گے قیامت میں اُن سے اِس کا حساب ہو گا۔

لنگڑے عذر کا حل: اگر وَعظ و نصیحت کا شوق ہے تو وہ خُطبہ سے پہلے اپنا شوق پورا کر لیں لیکن دونوں خُطبہ عربی میں پڑھیں یہ عذر کرنا کہ عربی خُطبہ لوگ نہیں سمجھتے تو یہ عذرِ لنگ (بہانہ) ہے جس کا حل ہم نے بتا دیا۔ یہی عذر ٹیڈی مجتہدین نے کیا کہ نماز اُردو یا غیر عربی میں پڑھنی چاہئے اِس لئے کہ جب نمازی اپنے پڑھے ہوئے کو سمجھتا ہی نہیں تو اُسے اُس نماز کا کیا فائدہ؟ تو اُس کا جواب بھی ہمارے عُلمائے کرام نے یہی دیا ہے کہ غیر عربی میں نماز پڑھنا حرام ہے کیونکہ یہ سنّتِ مُتوارثہ کے خلاف ہے۔

عاشقِ اسلام سے درد مندانہ گذارش: ٹیڈی مجتہدین نِت نئے رَخنے (رکاوٹے) ڈالتے ہیں۔ آپ اگر اسلام کے عاشق ہیں تو آپ کیلئے ضروری ہے کہ آپ اپنے اسلاف کا دامن نہ چھوڑیں معمولی سہولت (آسانی) کے سہارے اپنے اسلاف سے دوری اختیار نہ کریں۔

مسائلِ خطبہ

یہاں خُطبہ کے مسائل عرض کر دوں۔

خُطبہ جمعہ میں شرط یہ ہے کہ وقت میں ہو اور نماز سے پہلے ہو اور ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جمعہ کیلئے شرط ہے یعنی کم سے کم خطیب کے سوا تین مرد، اور اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سن سکیں اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو، اگر زوال سے پیشتر خُطبہ پڑھ لیا یا نماز کے بعد پڑھا، یا تنہا پڑھا یا عورتوں بچوں کے سامنے پڑھا تو اِن سب صورتوں میں جمعہ نہ ہوا اور اگر بہروں یا سونے والوں کے سامنے پڑھا، یا حاضرین دور ہیں کہ سنتے نہیں یا مسافر یا بیماروں کے سامنے پڑھا جو عاقل بالغ مرد ہیں تو خُطبہ ہو جائے گا۔ (در مختار ورد المحتار)

مسئلہ: خُطبہ ذکرِ الٰہی کا نام ہے اگرچہ صرف ایک بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یا سُبْحٰنَ اللہ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا، اِسی قدر سے فرض ادا ہو گیا مگر اتنے پر ہی اکتفا کرنا مکروہ ہے۔ (در مختار وغیرہ)

مسئلہ: چھینک آئی اور اس پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا یا تعجب کے طور پر سُبْحٰنَ اللہ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا تو فرض ادا نہ ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ: خُطبہ و نماز میں اگر زیادہ فاصلہ ہو جائے تو وہ خُطبہ کافی نہیں۔ (در مختار)

---

[۲۳] (اردو، فارسی، پنجابی، سندھی، پشتو، سرائیکی وغیرہ)

مسئلہ: سنّت یہ ہے کہ دو خطبے پڑھے جائیں اور بڑے بڑے نہ ہوں اگر دونوں مل کر طِوالِ مُفَصّل[24] سے بڑھ جائیں تو مکروہ ہے خصوصاً جاڑوں (سردیوں) میں۔ [25] (در مختار، غنیہ)

خطبہ میں یہ چیزیں سنّت ہیں:

(۱) خطیب کا پاک ہونا (۲) کھڑا ہونا (۳) خُطبہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا (۴) خطیب کا منبر پر ہونا (۵) سامعین کی طرف منہ اور (۶) قبلہ کو پیٹھ کرنا اور بہتر یہ ہے کہ منبر محراب کی بائیں جانب ہو (۷) حاضرین کا متوجہ بہ اِمام ہونا (۸) خُطبہ سے پہلے اعوذ باللہ آہستہ پڑھنا (۹) اتنی بلند آواز سے خُطبہ پڑھنا کہ لوگ سنیں (۱۰) الحمد سے شروع کرنا (۱۱) اللہ عزوجل کی ثناء کرنا (۱۲) اللہ عزوجل کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا (۱۳) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنا (۱۴) کم سے کم ایک آیت کی تلاوت کرنا (۱۵) پہلے خطبے میں وَعظ و نصیحت ہونا (۱۶) دوسرے میں حمد و ثناء و شہادت و درود کا اِعادہ کرنا (۱۷) دوسرے خطبے میں مسلمانوں کیلئے دعا کرنا (۱۸) دونوں خطبے ہلکے ہونا (۱۹) دونوں کے درمیان بقدر تین آیتیں پڑھنے کے بیٹھنا۔

مستحب یہ ہے کہ دوسرے خطبے میں آواز پہلے خطبے کی نسبت پَست (ہلکی) ہو اور خلفائے راشدین و عمّین مکرّمین حضرت حمزہ و حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر ہو، بہتر یہ ہے کہ دوسرا خُطبہ اِس سے شروع کریں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا. مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ.

مرد اگر اِمام کے سامنے ہو تو اِمام کی طرف منہ کرے اور داہنے بائیں ہو تو اِمام کی طرف مُڑ جائے اور اِمام سے قریب ہونا افضل ہے مگر یہ جائز نہیں کہ اِمام سے قریب ہونے کیلئے لوگوں کی گردنیں پھلانگے، البتہ اِمام ابھی خطبے کو نہیں گیا ہے اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جا سکتا ہے اور خُطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے، خُطبہ سننے کی حالت میں دو زانو بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں۔ (عالمگیری، در مختار، غنیہ وغیرہا)

مسئلہ: بادشاہِ اسلام کی ایسی تعریف جو اُس میں نہ ہو حرام ہے مثلاً مَالِكُ رِقَابِ الْأُمَمِ. (یعنی: قوموں کے گردنوں کا مالک) کہ یہ محض جھوٹ اور حرام ہے۔ (در مختار)

مسئلہ: خُطبہ میں آیت نہ پڑھنا یا دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ نہ کرنا یا اثنائے خُطبہ میں کلام کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر خطیب نے نیک بات کا حکم کیا یا بری بات سے منع کیا تو اسے اس کی ممانعت نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: غیر عربی میں خُطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان خُطبہ میں خلط (ملانا) کرنا خلافِ سنّتِ متوارثہ ہے۔ یوں ہی خُطبہ میں اَشعار پڑھنا بھی نہ چاہئے اگرچہ عربی ہی کے ہوں، دو ایک شعر پند و نَصائح کے اگر کبھی پڑھ دے تو حَرَج نہیں۔

مسئلہ: جماعت ہو یعنی اِمام کے علاوہ کم سے کم تین مرد ہوں۔

مسئلہ: اگر تین غلام یا مسافر یا بیمار یا گونگے یا اَن پڑھ مقتدی ہوں تو جمعہ ہو جائے گا اور صرف عورتیں یا بچے ہوں تو نہیں۔ (عالمگیری، رد المختار)

---

[24] (سورۃ حجرات سے لے کر سورۂ بروج تک سورتوں کو طوال مفصل کہتے ہیں۔)

[25] یہ تمام مسائل بہارِ شریعت سے لئے گئے ہیں۔ (بہارِ شریعت، نماز کے بقیہ مسائل کا بیان، خطبہ، ۴/ ۷۶۶ تا ۷۶۷، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

مسئلہ: خُطبہ کے وقت جو لوگ موجود تھے وہ بھاگ گئے اور دوسرے تین آ گئے تو اُن کے ساتھ اِمام جمعہ پڑھے یعنی جمعہ کی جماعت کیلئے اُنہیں لوگوں کا ہونا ضروری نہیں جو خُطبہ کے وقت حاضر تھے بلکہ اُن کے غیر سے بھی ہو جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ: پہلی رکعت کا سجدہ کرنے سے پیشتر سب مقتدی بھاگ گئے یا صرف دورہ گئے تو جمعہ باطل ہو گیا نئے سرے سے جمعہ کی نیت باندھے اور اگر سب بھاگ گئے مگر تین مرد باقی ہیں یا سجدہ کے بعد بھاگے یا تحریمہ کے بعد بھاگ گئے مگر پہلے رکوع میں آ کر شامل ہو گئے یا خُطبہ کے بعد بھاگ گئے اور اِمام نے دوسرے تین مردوں کے ساتھ جمعہ پڑھا تو ان سب صورتوں میں جمعہ جائز ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: اِمام نے جب اَللّٰہُ اَکْبَر کہا اُس وقت مقتدی باوضو تھے مگر اُنہوں نے نیّت نہ باندھی پھر یہ سب بے وضو ہو گئے اور دوسرے لوگ آ گئے یہ چلے گئے تو جمعہ ہو گیا اور اگر تحریمہ ہی کے وقت سب مقتدی بے وضو تھے پھر اور لوگ آ گئے تو اِمام نئے سِرے سے تحریمہ باندھے۔[۲۶] (خانیہ)

جمعہ کے دو خطبے

اکثر عوام خُطباء کو دیکھا گیا ہے کہ جمعہ وغیرہ کے خُطبات یاد نہیں کر سکتے فقیر اُن کی سہولت کیلئے عربی میں جمعہ کے دونوں خطبے درج کر رہا ہے یہ عیدین اور خُطبہ نکاح کیلئے کام دے سکتے ہیں۔ ہاں! علیحدہ علیحدہ خُطبات کا جی چاہے تو فقیر کے خطباتِ اویسیہ مطبوعہ عام ہیں، وہی منگوالیں آسانی ہو گی۔

تَمَّتِ الرِّسَالَةُ الْمُبَارَكَةُ بِالْخَيْرِ.

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى ذٰلِكَ، وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى حَبِيبِهٖ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِينَ.

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان

۲۲ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ

[۲۶] یہ تمام مسائل بہارِ شریعت سے لئے گئے ہیں۔ (بہارِ شریعت، نماز کے بقیہ مسائل کا بیان، خطبہ، ۴/ ۶۸ تا ۷۰، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

جمعہ کا پہلا خطبہ

آہستہ اور ہلکی آواز سے بسم اللہ شریف پڑھ کر مندرجہ ذیل خُطبہ شروع کر دیں:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ كَانَ نَبِيًّا وَ آدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ رَحْمَةٍ لِّلْعَالَمِينَ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَ عَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِينَ وَأَصْحَابِهِ الطَّاهِرِينَ أَمَّا بَعْدُ! فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي كِتَابِهِ الْمَجِيدِ يا يُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُو اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ. وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوَا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِماً. قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ. عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَعَلَيْهِ الْجُمُعَةُ إِلَّا مَرِيضٌ أَوْ مُسَافِرٌ أَوْ تِجَارَةٍ إِسْتَغْنَى اللّٰهُ عَنْهُ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيدٌ.

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ.

إِنَّهُ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيمٌ قَدِيمٌ مَلِكُم بَرٌ رُءُوفٌ رَّحِيمٌ.

پہلے خُطبہ کے بعد منبر پر بیٹھ جائیں اور چودہ (۱۴) بار اللہ اکبر پڑھ کر دوسرا خُطبہ پڑھیں۔ یہاں ہاتھ اُٹھا کر دعا نہ مانگیں، ہاں دل میں جو جی چاہے تصوّر اور آرزو رکھیں۔

دوسرا خطبہ جمعہ

آہستہ اور ہلکی آواز سے بسم اللہ شریف پڑھ کر خُطبہ پڑھیں:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يُهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ. وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ خُصُوصاً عَلٰى أَوَّلِ الصَّحَابَةِ وَأَفْضَلِهِمْ بِالتَّحْقِيقِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَبِي بَكْرِنِ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلٰى أَعْدَلِ الْأَصْحَابِ مَخْزَنِ الصِّدْقِ وَالصَّوَابِ. أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلٰى جَامِعِ الْقُرْآنِ كَامِلِ الْحَيَاءِ وَالْإِيْمَانِ حَبِيبِ الرَّحْمٰنِ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ عَلٰى مَظْهَرِ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبِ أَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ. رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلٰى عَمَّيْهِ الشَّرِيفَيْنِ الْمُطَهَّرَيْنِ مِنَ الْأَدْنَاسِ الْحَمْزَةِ وَالْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا. وَعَلٰى سَيِّدَةِ النِّسَاءِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ بِنْتِ خَاتِمِ الْأَنْبِيَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا. وَعَلَى الْإِمَامَيْنِ الْهُمَامَيْنِ السَّعِيدَيْنِ الشَّهِيدَيْنِ الْمَغْفُورَيْنِ أَبِي مُحَمَّدِ نِ الْحَسَنِ وَأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنِ* رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَعَلٰى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى الْمَلٰئِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ. عِبَادَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُهُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبِي وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ أُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى أَعْلٰى وَأَوْلٰى وَأَعَزُّ وَأَجَلُّ وَأَتَمُّ وَأَهَمُّ وَأَكْبَرُ ط